خواتین ہسپتال' خواتین کی نگرانی میں

نہاد الکیلانی ' ترجمہ: محمد احمد زبیری

سرجری کے شعبے میں بہت کم لیڈی ڈاکٹر آگے بڑھتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپریشن کروانے والے بھی' خواتین کے ہاتھ میں نشتر پر اعتماد نہیں کرتے۔ مغرب میں تو زچگی کے کیس بھی مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور کوئی روایات کی پاسدار مسلمان خاتون' مرد ڈاکٹر سے نہ کروانا چاہے' تو لیڈی ڈاکٹر کے لیے پہلے سے بتا کر خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ مسلمان معاشروں کی تو یہ ضرورت ہے کہ خواتین کو ہر طرح کی سہولت خواتین ہی کے ذریعے فراہم ہو لیکن عموماً خواتین مریض' مرد ڈاکٹروں سے علاج اور آپریشن وغیرہ کروانے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اگر ماہر خواتین ڈاکٹر آگے آئیں تو خواتین اپنے علاج کے لیے خواتین پر انحصار کر سکیں گی۔ برادر مسلم ملک مصر کے شہر قاہرہ میں ایک لیڈی سرجن' سحر الفقی نے اپنا ہسپتال قائم کیا ہے جسے خواتین ہی چلا رہی ہیں۔

ڈاکٹر سحر الفقی جامعہ ازہر میں اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ اس کے علاوہ قاہرہ کے علاقے "زیتون" میں ایک اسلامی ہسپتال کی بانی ہیں۔ یہ مصر کا پہلا ہسپتال ہے جس کا تمام تر عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر سحر الفقی چار بچوں کی ماں ہیں۔ وہ ڈاکٹر' بیوی اور ماں کی حیثیت سے اپنی تمام ذمہ داریاں بطریق احسن انجام دے رہی ہیں۔ ان سے ایک انٹرویو پیش کیا جارہا ہے (**المجتمع' ۱۹ مئی ۹۸**)۔

سوال: سرجری کے میدان میں ہم بہت کم خواتین کو دیکھتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے لیے اس مشکل میدان کا انتخاب کیا ہے؟

جواب: بڑی حد تک آپ کی بات درست ہے۔ ابھی تک سرجری کا شعبہ مردوں کا رہین منت ہے۔ مصر میں آپ خواتین سرجن کو انگلیوں پر شمار کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی سب سے اہم وجہ' اس شعبے کے لیے مسلسل محنت' ریاضت اور پڑھائی ہے۔ آئے دن' نئی نئی تحقیقات اور سرجری کے طریقے' ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں اور اس کام کی پیچیدگی اور وسعت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ایک سرجن کو مسلسل محنت کرنا پڑتی ہے اور اسے ایک طویل عرصے کے لیے تعلیم و تعلم سے وابستہ رہنا پڑتا ہے۔ جہاں تک میرا اس شعبے کے انتخاب کا تعلق ہے' تو میرے ذہن میں شروع سے تھا کہ کچھ خواتین ضرور ایسی ہونی چاہییں جو اس میدان میں رہتے ہوئے اپنی بہنوں کی مدد کر سکیں۔ میں نے یہ فرض کفایہ ادا کرنے کے لیے

اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔

سوال: اس شعبے میں اپنے آپ کو بحیثیت ڈاکٹر اور سرجن منوانے کے لیے آپ نے کن مشکلات کا سامنا کیا؟

جواب: یقیناً مریضوں سے اپنی حیثیت منوانے کے لیے میں نے بہت سی مشکلات کا سامنا کیا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مشکلات پر صبر کرنے کے اجر سے محروم نہیں فرمائے گا۔

سب سے پہلی مشکل مسلسل پڑھنا اور علم حاصل کرنا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف یہ کافی نہیں ہے کہ کچھ خواتین سرجن بن جائیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا بلکہ یہ ایسی خواتین ہونی چاہییں جو تجربہ کار ہوں اور اپنے شعبے کے اندر مہارت رکھتی ہوں تاکہ وہ معاشرے کو فائدہ پہنچا سکیں، ورنہ صرف سرجن بن جانا کوئی بڑی کامیابی نہیں۔ میرے لیے یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ ایک مشکل یہ بھی تھی کہ میرے اساتذہ میرے تحقیقی پرچوں (research papers) کا مطالعہ بڑی باریک بینی کے ساتھ کرتے اور بڑی مشکل سے نمبر دیتے۔ کیونکہ اس میدان میں عورتوں کی تعداد بہت کم ہے، اس لیے میں نے ضروری جانا کہ زیادہ سے زیادہ مہارت حاصل کروں۔

سب سے آخری مشکل جس کا میں نے سامنا کیا وہ خواتین کی ہچکچاہٹ اور بے اطمینانی تھی کیونکہ وہ مجھ سے آپریشن کروانے میں خطرہ محسوس کرتی تھیں۔ یہ صورت حال کافی عرصہ برقرار رہی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خواتین، مرد سرجنوں کی نسبت مجھے ترجیح دیتی ہیں اور کسی قسم کی گھبراہٹ اور بے چینی محسوس نہیں کرتیں۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ خواتین، میڈیکل کے شعبے میں، مرد حضرات کی نسبت زیادہ مہارت نہیں رکھتیں، حتیٰ کہ عورتوں کے امراض میں بھی۔ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے؟

جواب: ہم یہ حقیقت تسلیم کریں یا انکار کریں لیکن یہ فی الواقع بالکل فطری ہے کہ عورت کا گھر سے باہر دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینا اضافی ذمہ داری ہے۔ اس لیے کہ کالج اور یونی ورسٹی کی زندگی کے بعد خواتین کی خانگی ذمہ داریاں اتنی زیادہ اور متنوع ہو جاتی ہیں کہ وہ بمشکل اپنے آپ کو کسی اور ذمہ داری کے لیے تیار کر پاتی ہیں۔ اس لیے تعلیمی میدان میں مرد حضرات ان سے سبقت لے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ صلاحیتوں کے اعتبار سے خواتین سے کم تر ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال: گھر کی مصروفیات اور ہسپتال کی اہم اور نازک ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم کرنا بہت مشکل کام ہے۔ آپ اس مشکل اور کٹھن چیلنج کو قبول کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئیں؟

جواب: یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے ممکن ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خانگی مصروفیات کے ساتھ ساتھ دیگر ذمہ داریاں نبھانا، ایک کٹھن مرحلہ ہے بالخصوص سرجری کے شعبے میں۔ ایک سمجھ دار شوہر اس شعبہ کی ذمہ داریوں اور تقاضوں کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ میرے چار بچے ہیں جو مختلف کلاسوں میں پڑھ رہے ہیں۔ خانگی مصروفیات میں جو کمی کوتاہی ہو جائے، میرے شوہر اس سے صرف نظر

کرتے ہیں، اور میرے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں دونوں ذمہ داریوں کو بہ طریق احسن نبھا رہی ہوں۔

سوال: آپ نے سرجری کے میدان میں کیا نمایاں خدمات سرانجام دیں؟

جواب: میں اور میری ایک ساتھی جو خیری ہسپتال میں میرے ساتھ کام کرتی ہیں، اس بارے میں غوروفکر کرتے رہے کہ کس طرح ہم اپنی بہنوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں، اور سرجری کے شعبے میں انھیں زیادہ سے زیادہ سہولت دے سکیں۔ ابتدا میں مرد سرجن کے مقابلے میں خاتون سرجن پر خواتین اعتماد نہ کرتی تھیں۔ یہ ان کے لیے بالکل نئی بات تھی۔ چنانچہ ابتدا میں ہم نے خواتین کا اعتماد بحال کرنے کی کوشش کی۔ شروع شروع میں ہمارے ہاں مریضوں کی بہت تھوڑی تعداد آتی تھی لیکن صرف ایک سال کے قلیل عرصے میں مریضوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ ہم روزانہ آنے والے مریضوں کا ابتدائی معائنہ بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لیے میں نے اپنے پرائیویٹ کلینک کو چھوڑ دیا اور اپنا سارا وقت ہسپتال کو دے دیا اور خیری ہسپتال کی ایک پوری منزل ہم نے لے لی۔ اس طرح سے ہمیں خواتین کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی جو کہ واقعتا ایک بڑی کامیابی ہے۔

اس میدان میں ہمارے لیے ایک بڑا چیلنج خواتین ڈاکٹر، خواتین سرجن اور خواتین انتظامیہ پر مبنی ایک ٹیم کی تیاری تھی۔ ہمارے پیش نظر ایک مکمل خواتین ہسپتال تھا۔ چنانچہ ہم نے مختلف سطح پر رابطے کیے اور بالآخر ایک مربوط و موثر ٹیم بنانے میں کامیابی و سرخروئی حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج اس کام کے لیے ہمیں اپنی بہت سی اعلیٰ تعلیم یافتہ، ماہر اور تجربہ کار بہنوں کا تعاون حاصل ہے۔ چونکہ ہم نے یہ ہسپتال صرف خواتین کے لیے قائم کیا ہے، اس لیے آپ اس ہسپتال میں صرف اور صرف خواتین ہی کو دیکھیں گی، خواہ وہ مریض ہوں، ڈاکٹر ہوں، سرجن ہوں یا ہسپتال انتظامیہ ہو مردوں کا داخلہ قطعی ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ غریب اور نادار خواتین کے لیے مفت سرجری کی سہولت بھی حاصل ہے۔

سوال: آپ لیڈی ڈاکٹر اور طالبات کے لیے کیا پیغام دینا پسند کریں گی؟

جواب: جو بہنیں اس میدان میں قدم رکھنا چاہتی ہیں، ان کا اس شعبے سے، ذہنی میلان، گہرا لگاؤ اور تعلق ہونا چاہیے۔ وہ اپنے آپ کو اس کے لیے وقف کر دیں، تب ہی ان کی صلاحیتیں مکمل طور پر پروان چڑھ سکیں گی۔ سرجری کے میدان میں اپنا نام پیدا کرنا اور دوسروں سے سبقت لے جانا، قربانیوں کا متقاضی ہے۔ میں اپنے رشتے داروں اور گھر والوں سے سال میں صرف ایک یا دو دفعہ مل سکتی ہوں، عیدین کے موقع پر۔ اجتماعی سرگرمیوں میں بہت کم حصہ لے سکتی ہوں۔ یہ اس میدان کی عملی مشکلات ہیں۔

میں میڈیکل کی ہر طالبہ سے امید رکھتی ہوں کہ وہ پچھلی صف پر قانع نہیں رہے گی بلکہ معاشرے کی تعمیر و ترقی اور خواتین کی خدمت میں آگے بڑھ کر عملاً اپنا فرض ادا کرے گی۔